عزم و ارادہ ' حکمت و دانائی

جو شخص بھی اسلام کے لیے کام کرنے اٹھے' اس کو چاہیے کہ مکہ مکرمہ کے ابتدائی دور کی تاریخ کا ضرور مطالعہ کرے۔ جو حالات اِس وقت پائے جاتے ہیں' اس سے بدرجہا زیادہ بدتر حالات اُس وقت پائے جاتے تھے' جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلام کی دعوت لے کر اٹھے تھے۔ آج تو آپ کو سابقہ پیش آتا ہے پولیس اور فیڈرل پولیس اور اس کے بعد فوج سے یا ان غنڈوں سے جو پالتو درندوں کی طرح اسی غرض کے لیے پالے گئے ہیں کہ جو شخص یہاں کام کرنے اٹھے' اسے جھنجھوڑنے کے لیے دوڑیں۔ لیکن جب اسلام کی دعوت کا آغاز ہوا تو اس وقت سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر قبول اسلام کرنے والوں کے اپنے بھائی بند' اپنی سگے بھائی' اپنے سگے باپ' اپنے قریب ترین رشتے دار' اپنے قبیلے کے لوگ' سب ظلم و ستم پر اتر آئے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت طلحہؓ کو ایک ساتھ باندھ دیا گیا۔ حضرت زبیرؓ کے ساتھ ظلم و ستم کیا گیا۔ اسی طرح جن دوسرے لوگوں نے ابتدا میں اسلام قبول کیا ان کے پہلے دشمن' اور سخت ترین دشمن ان کے اپنے گھر کے لوگ تھے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے ان کو اتنا ستایا کہ آخر کار ان میں سے کثیر تعداد کو اپنا ملک چھوڑ کر حبش کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ گھروں میں ان کا رہنا مشکل ہو گیا تھا' سڑکوں پر ان کا نکلنا مشکل ہو گیا تھا' ان کا بات کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ لیکن اللہ کا دین اس وقت بھی پھیل رہا تھا اور کوئی طاقت اللہ پر ایمان لانے والوں کے دلوں کو مرعوب نہیں کر سکی اور ان کا راستہ نہیں روک سکی۔ اگر اس تاریخ کو آپ پیش نظر رکھیں تو اس کے بعد اِس وقت جو رکاوٹیں پائی جاتی ہیں' ان رکاوٹوں سے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم نے جب اس تحریک کا آغاز کیا تھا تو ہمیں اندازہ اس سے بہت زیادہ سخت رکاوٹوں کا تھا۔ ہمیں اندازہ تھا کہ ہمارا زمین پر جینا اور سانس لینا مشکل کر دیا جائے گا۔ اس وقت ہم نے اس تحریک کو اس ارادے کے ساتھ شروع کیا تھا کہ جان جس کی دی ہوئی ہے اس کی راہ میں چلی جائے' تو کوئی پرواہ نہیں۔ رزق دینے کا جس نے وعدہ کیا ہے جب تک وہ چاہے گا' رزق دے گا۔ خواہ وہ کسی راستے سے دے لیکن وہ رزق بہرحال دے گا۔ رزق چھیننے والے اگر اپنے آپ کو رزاق سمجھتے ہیں تو جھوٹے ہیں۔ ان کے

روکنے سے اللہ کا دیا ہوا رزق رکنے والا نہیں ہے۔ ہم اپنی جگہ اس سے بہت بدتر حالات کے لیے تیار ہو کر اٹھے تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ جن بدتر حالات کا ہم نے اندازہ کیا تھا' ابھی تک وہ پیش نہیں آئے۔ اس لیے میں آپ سے صرف ایک بات کہوں گا کہ آپ یہ تدبیریں سوچنے کی فکر چھوڑیں کہ ان سیاسی حالات میں اور ان پابندیوں میں جو اس وقت پیش آ رہی ہیں' کیسے کام کیا جائے۔ یہ فکر چھوڑ کر آپ اپنے اس عزم کو تازہ کریں کہ اگر پہاڑ بھی ہمارے راستے میں آئے تو ہم اس کے اندر بھی سرنگ کھودیں گے۔ اس عزم کے ساتھ آپ اپنا کام کریں کہ جو طاقت بھی راستے میں حائل ہو' اس کے ہوتے ہوئے ہم اپنا کام کر کے رہیں گے۔

ضرورت باہر کے حالات سازگار ہونے کی نہیں ہے' ضرورت اندر کے عزم اور ایمان اور ارادے کے پختہ ہونے کی ہے۔ اگر وہ پختہ ہو تو باہر کے حالات خواہ کیسے ہی ہوں' آخر کار ان کے اندر سے آپ اپنا راستہ نکال ہی لیں گے۔ لیکن یہ بات اس سے پہلے بھی بارہا کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ اسلام کا کام کرنے والوں کے لیے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ اندھا دھند کام کریں۔ ان کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ حکمت کے ساتھ کام کریں اور عقل سے کام لیں۔ عقل سے کام لے کر دیکھیں کہ جو رکاوٹیں ہیں وہ کس نوعیت کی ہیں' اس کے بعد یہ دیکھیں کہ ان رکاوٹوں کے اندر سے ہم اپنا راستہ کیسے نکال سکتے ہیں۔

آپ کو یاد ہو گا کہ ۱۹۶۳ میں جب ہم نے اجتماع عام کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو اس وقت ہمارے لیے کیا کیا رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ جگہ ہم کو نہیں دی جا رہی تھی' بڑی مشکل سے ایک ایسی جگہ ملی جو ہر لحاظ سے اس اجتماع کے لیے غیر موزوں تھی۔ عین وقت پر لاؤڈ سپیکر ہمارے لیے ممنوع کر دیا گیا۔ ہمارے لیے نہ صرف پولیس بلکہ فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا کہ اگر کوئی حرکت کریں تو ان کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ شراب پلا کر غنڈے تیار کر لیے گئے تھے کہ وہ ہمارے کیمپ پر حملہ آور ہوں' اور وہ ہوئے اور نہ صرف یہ کہ انھوں نے مردوں کے حصے پر حملہ کیا بلکہ عورتوں کے اجتماع کے لیے جو الگ کیمپ تیار کیا گیا تھا' اس کے اوپر بھی حملہ کیا اور اس کے اندر انھوں نے بوتلیں پھینکیں اور پتھر پھینکے۔ اس اجتماع سے پہلے ہمارے خلاف پراپیگنڈے کی ایک زبردست مہم چلائی گئی تاکہ روزانہ لوگوں کے دلوں میں ہمارے خلاف نفرت' غصے اور غضب کا زہر بھڑکایا جائے۔ یہ سب کچھ پرانی بات نہیں ہے' تازہ بات ہے' لیکن آپ کو یاد ہے کہ ہم نے اجتماع بھی کیا اور اس اجتماع میں گڑبڑ بھی ہوئی اور ہمیں اشتعال دلانے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا تھا' وہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ قرآن کی توہین کی گئی' یہاں تک کہ عورتوں کے اجتماع کے اوپر پتھر بھی پھینکے گئے اور ہمارے ایک بیش قیمت کارکن کو دن دہاڑے ہماری آنکھوں کے سامنے شہید کیا گیا۔ خود میری طرف شست باندھ کر گولی چلائی گئی--- لیکن کیا ہمارا کام رک گیا! ہمارا کام رکا نہیں بلکہ جو کچھ تدبیریں انھوں نے کی

تھیں' وہ کام کے اور بڑھنے کا وسیلہ بنیں' کیوں؟ اس لیے کہ ہم نے [ہوش نہیں کھوئے]' ہم نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا اور قابو میں رکھ کر جب دیکھا کہ پہاڑ اس طرف سے حائل ہے' تو ہم نے بہتے ہوئے پانی کی طرح دوسری طرف سے اپنا راستہ نکال لیا۔

اسی طرح اگر اب بھی آپ حکمت سے کام لیں تو اس وقت جتنی رکاوٹیں پائی جاتی ہیں' ان رکاوٹوں کے باوجود آپ کام کر سکتے ہیں۔ ضرورت آپ کے ارادے کی ہے۔ ضرورت اس کی نہیں کہ آپ کا دشمن آپ کو راستہ دے۔ دشمن راستہ کب دیا کرتا ہے' دشمن تو راستہ روکا ہی کرتا ہے۔ لیکن جس کو چلنا ہوتا ہے' اس کے اندر عزم موجود ہو اور عزم کے ساتھ اس کے اندر حکمت و دانائی بھی موجود ہو تو وہ اپنا راستہ نکال لیتا ہے (استفسارات' حصہ دوم' ص ۱۶۸-۱۷۱)۔

ملی اور قومی شعور کی بیداری میں اپنا حصہ ادا کیجیے

پروفیسر خورشید احمد

کے قلم سے

بھارتی عزائم اور اہل پاکستان	500	روپے فی سیکڑہ
پاک بھارت تعلقات اور مسئلہ کشمیر	125	"
ایٹمی صلاحیت' قومی سلامتی اور مستقبل کا چیلنج	600	"
سی ٹی بی ٹی پر دستخط اور پاکستان	125	"

تحریکی' دعوتی اور تربیتی موضوعات اور قومی اور ملی مسائل پر

۶۵ سے زائد کتابچے

ارزاں نرخ پر حاصل کیجیے اور پھیلائیے

منشورات' منصورہ' لاہور

فون : 5425356 فیکس : 042 - 7832194